

دین و حکمت

پروفیسر محمد اکرم درک

مکی عہد نبوت میں مدینہ کے اہم دعوتی و تبلیغی مراکز

بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام انتہائی سرعت کے ساتھ پھیلا۔ بالخصوص حضرت مصعب بن عمیر کے خوبصورت اور دلکش اسلوب دعوت کی بدولت انصار کے دونوں قبائل اوس و خزرج کے عوام اور اعیان و اشراف جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے اور ہجرت عامہ سے دو سال قبل ہی وہاں مساجد کی تعمیر اور قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے:

”ہمارے یہاں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری

سے دو سال پہلے ہی ہم لوگ مدینہ میں مساجد کی تعمیر

اور نماز کی ادائیگی میں مشغول تھے۔“

لقد لبشنا بالمدينة قبل أن يقدم علينا

رسول الله ﷺ مستنين ، نعمر

المساجد ونقيم الصلوة (۱)

اس دو سالہ درمیانی مدت میں تعمیر شدہ مساجد میں نماز کی امامت کرانے والے صحابہ کرامؓ ہی معلم کی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔ اسی دوران مدینہ منورہ میں تین مستقل درس گاہیں بھی قائم ہو چکی تھیں اور ان میں باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ چونکہ اس وقت تک صرف نماز ہی فرض ہوئی تھی اس لیے قرآن مجید کے ساتھ عموماً نماز کے احکام و مسائل اور مکارم اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ تینوں درس گاہیں اس طرح اہل مدینہ کی دینی ضروریات کو اس انداز میں پورا کر رہی تھیں کہ شہر مدینہ اور اس کے انتہائی کناروں اور آس پاس کے مسلمان آسانی سے وہاں تعلیم حاصل کر سکتے تھے۔

پہلی درس گاہ قلب شہر میں مسجد بنی زریق تھی۔ دوسری درس گاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر قبائلی تھی اور تیسری درس گاہ مدینہ کے شمال میں کچھ فاصلے پر ”تفیع الخصمات“ نامی علاقے میں تھی۔ ان تین مستقل تعلیمی مراکز کے علاوہ انصار کے مختلف قبائل اور آبادیوں میں قرآن اور دینی احکام کی تعلیم جاری تھی اور ان کے معلم و منتظم انصار کے رؤسا اور با اثر حضرات تھے۔ مکہ مکرمہ میں ضعف و مساکین نے سب سے پہلے دعوت اسلام پر لبیک کہا اور سرداران قریش کے مظالم اور جبر و تشدد کا نشانہ بنے۔ جبکہ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ یہاں سب سے پہلے سرداران قبائل نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا اور دعوتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ بالخصوص قرآن مجید کی اشاعت اور تعلیم کا معقول انتظام کیا۔ قبل از ہجرت مدینہ میں جو درس گاہیں تعلیم قرآن کا مرکز تھیں، ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

_____ ماہنامہ الشریعہ (۷) مارچ ۲۰۰۳ء _____

درس گاہ مسجد بن زریق

مدینہ منورہ میں تعلیم قرآن کا اولین مرکز اور درس گاہ مسجد بن زریق تھی۔ ابن قیم لکھتے ہیں:

فاول مسجد قرئ فیہ القرآن بالمدينه
مسجد بنی زریق (۲)
”مدینہ میں سب سے پہلے جس مسجد میں قرآن پڑھا گیا، وہ مسجد بنی زریق ہے۔“

اس درس گاہ کے معلم حضرت رافعؓ بن مالک زرقی قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق سے تھے۔ بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور دس سال کی مدت میں جس قدر قرآن نازل ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو عنایت فرمایا جس میں سورہ یوسف بھی شامل تھی۔ اپنے قبیلہ کے نقیب اور رئیس تھے۔ انہوں نے مدینہ واپس آنے کے بعد ہی اپنے قبیلہ کے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم پر آمادہ کیا اور آبادی میں ایک بلند جگہ (چبوترے) پر تعلیم دینی شروع کی۔ مدینہ میں سب سے پہلے سورہ یوسف کی تعلیم حضرت رافع ہی نے دی تھی۔ جب مکہ میں سورہ طہ نازل ہوئی تو انہوں نے اسے لکھا اور مدینہ لے آئے اور بنی زریق کو اس کی تعلیم دی اور یہاں کے پہلے معلم و مقری بھی تھے۔ بعد میں اسی چبوترہ پر مسجد بنی زریق کی تعمیر ہوئی جو قلب شہر میں مصلیٰ (مسجد غمامہ) کے قریب جنوب میں واقع تھی۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لانے کے بعد حضرت رافع کی تعلیمی و دینی خدمات اور ان کی سلامتی طبع کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ (۳) اس درس گاہ کے استاد اور اکثر شاگرد قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق کے مسلمان تھے۔

قبا کی درس گاہ

دوسری درس گاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر مقام قبا میں تھی، جہاں بعد میں مسجد کی تعمیر ہوئی۔ بیعت عقبہ کے بعد بہت سے صحابہ کرامؓ جن میں ضعیفاء اسلام کی اکثریت تھی، مکہ سے ہجرت کر کے مقام قبا میں آنے لگے اور قلیل مدت میں ان کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی۔ ان میں حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے، وہی ان حضرات کو تعلیم دیتے تھے اور اہمیت بھی کراتے تھے۔ یہ تعلیمی سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری تک جاری تھا۔ عبدالرحمن بن غنم کا بیان ہے:

حدثني عشرة من اصحاب رسول الله
عاشية قالوا: كنا نندرس العلم في
مسجد قبا اذ خرج علينا رسول الله
ﷺ، فقال: تعلموا ما شئتم ان تعلموا
فلن يأجركم الله حتى تعملوا (۴)
”رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ مسجد قبا میں علم دین پڑھتے پڑھاتے تھے۔ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا تم لوگ جو چاہو پڑھو، جب تک عمل نہیں کرو گے، اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اجر و ثواب نہیں دے گا۔“

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبا کے مہاجرین میں متعدد حضرات قرآن کے عالم و معلم تھے۔ ان میں حضرت

_____ ماہنامہ الشریعہ (۸) مارچ ۲۰۰۳ء _____

سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اور وہی امامت کے ساتھ تدریسی خدمت میں بھی نمایاں تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے:

لما قدم المهاجرون الاولون العصبه،
موضع بقاء، قبل مقدم رسول
اللہ ﷺ كان سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ يؤم
المهاجرين الاولين في مسجد قباء
وكان اکثرهم قرآنا (۵)
”رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے مہاجرین
اولین کی جماعت جب عصبہ آئی، جو قبا کی ایک جگہ
ہے، مسجد قبا میں ان لوگوں کی امامت سالم مولیٰ ابی
حذیفہؓ کرتے تھے، وہ ان میں قرآن کے سب سے
بڑے عالم تھے۔“

حضرت سالمؓ جنگ یمامہ میں مہاجرین کے علمبردار تھے، بعض لوگوں کو ان کی قیادت میں کلام ہوا تو انہوں نے کہا:
بئس حامل القرآن انا (یعنی ان فردت)
اگر میں جنگ سے فرار ہوا تو برا حال قرآن ہوں گا
اور غزوہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور وہ بھی زخمی ہو گیا
تو بغل میں لے لیا اور جب زخمی ہو کر گر گئے تو اپنے آقا حضرت ابو حذیفہؓ کا حال دریافت کیا۔ جب معلوم ہوا کہ وہ شہید
ہو گئے ہیں تو کہا کہ مجھے ان ہی کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابو حذیفہؓ نے سالمؓ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ (۶)
ان تصریحات سے حضرت سالمؓ کے علم و فضل اور قرآن میں ان کے امتیاز کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے اور یہ کہ
وہی قبا کی درسگاہ میں تعلیمی اور تدریسی خدمات انجام دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو قرآن کے جن چار علما
اور قاریوں سے قرآن پڑھنے کی تاکید فرمائی، ان میں سے ایک حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ بھی تھے۔ ☆

یہاں حضرت ابو خثیمہ سعد بن خثیمہ ادبسیؓ کا مکان گویا مدرسہ قبا کے طلبہ کے لیے دارالافتاء تھا۔ وہ اپنے قبیلہ بنی
عمر و بن عوف کے نقیب و رئیس تھے، بیعت عقبہ کے موقع پر اسلام لائے، مجرد تھے اور ان کا مکان خالی تھا، اس لیے اس
میں ایسے مہاجرین قیام کرتے جو اپنے بال بچوں کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے تھے یا جن کی آل اولاد نہیں تھی۔ اس وجہ سے
ان کے مکان کو ”بیت العزاب“، یعنی کنواروں کا گھر کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت قبا میں حضرت
کلثوم بن ہدمؓ کے مکان میں فروکش تھے۔ اسی کے قریب حضرت سعد بن خثیمہؓ کا گھر تھا، رسول اللہ ﷺ وقتاً فوقتاً وہاں
تشریف لے جاتے اور مہاجرین کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ مکان مسجد قبا سے متصل جنوبی سمت میں تھا اور یہیں دار
کلثوم بن ہدمؓ بھی تھا۔ (۷)

گویا اس درس گاہ کے استاد اور شاگرد دونوں مہاجرین اولین تھے تاہم مقامی مسلمان بھی اس میں شامل ہوتے تھے۔

☆ عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت النبی ﷺ يقول: ”استقرءوا القرآن من اربعة: من ابن مسعودؓ
وسالم مولیٰ ابی حذیفہؓ و ابی و معاذ بن جبل“ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، مناقب سالم مولیٰ
ابی حذیفہؓ، ج: ۳۷، ص: ۳۲۔ ایضاً، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، ج: ۳۸، ص: ۶۳۹۔ المسند،
مسند عبداللہ بن عمرو، ج: ۲، ص: ۳۲۸)

_____ ماہنامہ الشریعہ (۹) مارچ ۲۰۰۳ء _____

درس گاہ نقیہ الخصمات

تیسری درس گاہ مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک میل دور حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان میں تھی جو حرہ بنی یاضہ میں واقع تھا۔ یہ آبادی بنو سلمہ کی بستی کے بعد ”نقیہ الخصمات“ نامی علاقے میں تھی۔ یہ درس گاہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے پرکشش ہونے کے ساتھ اپنی جامعیت اور اپنی افادیت میں دونوں مذکورہ درس گاہوں سے مختلف اور ممتاز تھی۔ بیعت عقبہ میں انصار کے دونوں قبائل اوس اور خزرج کے رؤساء نے قبول اسلام کے بعد بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ مدینہ میں قرآن اور دین کی تعلیم کے لیے کوئی معلم بھیجا جائے تو ان کے اصرار پر آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد ہی رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو انصار کے ساتھ مدینہ روانہ فرمایا:

فلما انصرف عنه القوم بعث رسول الله
ﷺ معهم مصعب بن عمير وأمره ان
يقرئهم القرآن ويعلمهم الاسلام،
ويفقههم في الدين فكان يسمي
المقرئ بالمدينة معصب، وكان منزله
على اسعد بن زرارہ بن عدس ابی امامة
(۸)

”جب انصار بیعت کر کے لوٹنے لگے تو رسول اللہ
ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو روانہ فرمایا
اور ان کو حکم دیا کہ وہاں لوگوں کو قرآن پڑھائیں،
اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی بصیرت اور صحیح
سمجھ پیدا کریں۔ چنانچہ حضرت مصعب مدینہ میں
”معلم مدینہ“ کے لقب سے مشہور تھے اور ان کا قیام
حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے مکان پر تھا۔“

حضرت مصعب بن عمیر ابتدائی دور میں اسلام لائے۔ ناز و نعمت میں پلے ہوئے تھے۔ جب ان کے مسلمان ہونے کی خبر خاندان والوں کو ہوئی تو انہوں نے سخت سزا دے کر مکان کے اندر بند کر دیا مگر حضرت مصعب بن عمیر کسی طرح نکل کر مہاجرین حبشہ میں شامل ہو گئے۔ (۹) بعد میں جب قریش کے اسلام قبول کرنے کی افوہ پھیلی تو آپ مکہ واپس آئے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ (۱۰)

حضرت اسعد بن زرارہ خزرجی نجاری بیعت عقبہ اولیٰ میں اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ اپنے قبیلے کے نقیب تھے، ایک روایت کے مطابق وہ ”نقیب القبا“ بھی تھے۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ان کا انتقال ۱ھ میں اس وقت ہوا جب کہ مسجد نبوی کی تعمیر جاری تھی۔ قبیلہ بنو نجار کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے کسی نقیب کو مقرر فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

انتم اخوالی وانا بما فيكم وانا نقيبکم
”تم لوگ رشتے میں میرے ماموں ہو۔ میں ان

امور کی اصلاح کے لیے موجود ہوں جو تمہارے

درمیان رونما ہوں اور میں تمہارا نقیب ہوں۔“

ایک قول کے مطابق حضرت اسعد بن زرارہ بیعت عقبہ اولیٰ سے قبل ہی مکہ جا کر مسلمان ہو گئے تھے، گویا وہ انصار مدینہ میں پہلے مسلمان تھے۔ (۱۲) یہ دونوں حضرات قرآن کی تعلیم اور اسلام کی اشاعت میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر قرآن کی تعلیم کے ساتھ اوس اور خزرج دونوں قبائل کی امامت بھی کرتے تھے اور جب ایک سال کے بعد بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر اہل مدینہ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کا لقب ”مقرئ المدینہ“ یعنی معلم مدینہ مشہور ہو چکا تھا۔ (۱۳)

حضرت اسعد بن زرارہ نے جمعہ کی فرضیت سے پہلے ہی مدینہ میں نماز جمعہ کا اہتمام فرمایا۔ نماز جمعہ کا اجتماع بنی بیاضہ کی جگہ ”نقیع الخصمات“ میں ہوتا تھا۔ (۱۴) گویا نقیع الخصمات کی یہ درس گاہ صرف قرآنی مکتب اور مدرسہ ہی نہیں تھی بلکہ ہجرت سے پہلے مدینہ میں اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔ حضرت مصعب بن عمیر اوس و خزرج کے اس مشترکہ اجتماع کی امامت کیا کرتے تھے۔ (۱۵) اسی لیے نماز جمعہ کے قیام کی نسبت بعض روایتوں میں ان کی طرف کی گئی ہے۔ (۱۶)

اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کے ہمراہ ابن ام مکتوم کو بھی مدینہ روانہ فرمایا تھا لیکن چونکہ حضرت مصعب بن عمیر کو خاص طور پر تعلیم کے لیے بھیجا تھا اس لیے اس درس گاہ کی تعلیمی سرگرمیوں میں ابن ام مکتوم کا تذکرہ نہیں آتا۔ ویسے بھی ابن ام مکتوم نابینا ہونے کی وجہ سے محدود پیمانے پر ہی تبلیغی و دعوتی خدمات سرانجام دے سکتے تھے۔ ”نقیع الخصمات“ کی اس درس گاہ اور اسلامی مرکز کی وجہ سے مدینہ کے یہودیوں کے دینی و علمی مرکز ”بیت المدراس“ کی حیثیت کم ہو گئی جہاں جمع ہو کر یہود مدینہ درس و تدریس، تعلیم و تربیت اور دعا خوانی کے ذریعہ اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری رکھتے تھے۔

اوس و خزرج یہودیوں سے بے نیاز ہو کر اپنے علمی و دینی مرکز سے وابستہ ہو گئے۔ اسلام سے قبل اوس و خزرج میں پڑھنے لکھنے کا رواج بہت کم تھا اور اس معاملہ میں وہ یہودیوں کے محتاج تھے۔ البتہ چند لوگ لکھنا جانتے تھے۔ ان میں رافع بن مالک زرقی، زید بن ثابت، اسید بن حضیر، سعد بن عبادہ، ابی بن کعب وغیرہ تھے۔ ان میں سے اکثر نے ہجرت سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا اور وہ اب بڑی سرگرمی سے مسلمانوں کو یور تعلیم سے آراستہ کر رہے تھے۔ ”نقیع الخصمات“ کے مرکز سے ان کا خصوصی رابطہ تھا۔ اس زمانے میں مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں اور قبائل میں تدریسی و تعلیمی مجالس برپا رہتی تھیں۔ خاص طور پر بنو نجار، بنو عبد الاشہل، بنو ظفر، بنو عمرو بن عوف، بنو سالم وغیرہ کی مساجد میں علمی مجالس کا انتظام تھا اور عبادہ بن صامت، عتبہ بن مالک، معاذ بن جبل، عمر بن سلمہ، اسید بن حضیر اور مالک بن مویرت ان کے امام و معلم تھے۔ ☆

☆ ان معلومات کے لیے دیکھیے طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام، سیرت حلبیہ، وفاء الوفا اور روض الانف وغیرہ

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۱) مارچ ۲۰۰۳ء _____

نصابِ تعلیم

ان درس گاہوں کے نصابِ تعلیم کے حوالے سے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس وقت تک عبادات میں صرف نماز فرض ہوئی تھی لہذا یہاں پر زیادہ تر نماز کے احکام و مسائل، قرآن اور اخلاقیات کی تعلیم دی جاتی تھی اور اسی طرح وہ اخلاقیات جن پر بیعت عقبہ میں رسول اللہ ﷺ نے انصار کے مرد و خواتین سب کو بیعت کیا تھا، کی تعلیم دی جاتی تھی۔

عبادۃ بن صامت اس بیعت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

”ہم نے بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس چیز پر کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ کسی پر بہتان لگائیں گے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی معروف وارجلنا، ولا نعصیہ فی معروف (۱۷) میں نافرمانی کریں گے۔“

چنانچہ ان درس گاہوں میں قرآن کی تعلیم کے ساتھ انہی اخلاقی امور کی تعلیم و تربیت دی جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت حضرت مصعب بن عمیر کو اہل مدینہ کے ساتھ روانہ فرمایا تو ان کو یہ حکم دیا تھا:

”ان کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں، اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں“

ان یقرءہم القرآن، ویعلّمہم الاسلام، ویفّقہم فی الدین (۱۸)

اس مدت میں جس قدر قرآن نازل ہو چکا تھا، ان درس گاہوں میں اس کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی اور عام طور پر آیات و سورتوں کی یادگرائی جاتی تھیں۔ انصار نے بیعت عقبہ میں جن باتوں کا اقرار کیا تھا، ان پر عمل کی تلقین و تاکید کی جاتی تھی۔ چنانچہ اس درس گاہ کے ایک طالب علم حضرت براء بن عازب کا بیان ہے:

”رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی میں فمّا قدّم حتّٰی قرأت ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی﴾ فی سور من المفصل (۱۹) نے سورۃ الاعلیٰ سمیت ”طوال مفصل“ ☆ کی کئی سورتیں یاد کر لی تھیں۔“

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو انصار نے حضرت زید بن ثابت کو بڑے فخر سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! اس لڑکے کا تعلق بنو النجار سے ہے۔ جو کلام آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے، اس کو اس یارسول اللہ ﷺ! هذا غلام من بنی النجار معہ مما انزل اللہ علیک بضع

☆ قرآن مجید کی ساتویں منزل یعنی سورۃ الحجرات سے سورۃ الناس تک کی سورتوں کو ”مفصل“ کہتے ہیں۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۲) مارچ ۲۰۰۳ء _____

عشرة سورة، فأعجب ذلك النبي ﷺ
میں سے دس سے زائد سورتیں یاد ہیں۔ رسول اللہ
ﷺ نے یہ سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔
(۲۰) یہ درس گاہیں دن رات، صبح و شام کی قید سے آزاد تھیں اور ہر شخص ہر وقت ان سے استفادہ کر سکتا تھا۔

حوالہ جات

- (۱) وفاء الوفا، ۱/۲۵۰
- (۲) زاد المعاد، ۱/۱۰۰
- (۳) اسد الغابہ، تذکرہ رافع بن مالک، ۱۵۷/۲۔ فتوح البلدان، ص: ۴۵۹
- (۴) جامع بیان العلم، باب جامع القول فی العمل بالعلم، ۶/۲
- (۵) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب امامۃ العبد والمولیٰ، ح: ۶۹۲، ص: ۱۱۳۔ ایضاً، کتاب الاحکام، باب استقضاء الموالی واستئصالہم، ح: ۱۷۵، ص: ۱۳۶۔ الاصابہ، تذکرہ سالم مولى ابی حذیفہ، ۷/۲
- (۶) الاصابہ، تذکرہ سالم مولى ابی حذیفہ، ۷/۲۔ اسد الغابہ، تذکرہ سالم مولى ابی حذیفہ، ۲/۲۴۶
- (۷) ابن ہشام، حجرۃ الرسول ﷺ، ۱۰۷/۲۔ ۱۰۷
- (۸) ابن ہشام، العقبة الاولى ومصعب بن عمیر، ۲/۴۷۔ ۴۸
- (۹) ایضاً، ذکر الحجۃ الاولى الى ارض الحبشہ، ۳۶۲/۱
- (۱۰) ایضاً، ذکر من عاد من ارض الحبشہ لما بلغہم اسلام اہل مکہ، ۴۰۳/۱
- (۱۱) ابن ہشام، الموخاة بین المهاجرین والانصار، ۱۲/۲
- (۱۲) اسد الغابہ، تذکرہ اسعد بن زرارہ، ۱/۱۷
- (۱۳) ابن ہشام، العقبة الاولى ومصعب بن عمیر، ۲/۴۸
- (۱۴) کنز العمال، فضائل ابوامامہ، ۱۱۳/۶۱۰
- (۱۵) ابن ہشام، العقبة الاولى ومصعب بن عمیر، ۲/۴۸
- (۱۶) ابن ہشام، اول جمعۃ اقيمت بالمدينہ، ۲/۴۸
- (۱۷) ابن ہشام، العقبة الاولى ومصعب بن عمیر، ۲/۴۷۔ المسند، حدیث عبادہ بن صامت، ح: ۲۲۲۴۸، ۶/۴۴۱
- (۱۸) ابن ہشام، العقبة الاولى ومصعب بن عمیر، ۲/۴۷
- (۱۹) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ واصحابہ المدينہ، ح: ۳۹۲۵، ص: ۶۶۲۔ ایضاً، کتاب التفسیر، سورة سبوح اسم ربك الا على، ح: ۴۹۴۱، ص: ۸۸۲۔ المسند، حدیث البراء بن عازب، ح: ۱۸۰۴۱، ۵/۳۶۰
- (۲۰) المسند، حدیث زید بن ثابت، ح: ۲۱۱۰۸، ۶/۲۳۸